Lesson 6: At-Tawbah (Ayaat 64- 74): Day 22 سُوۡرَةُ التَّوۡبَة کی تفسیر

سب اپنے آپ کو تصوّر میں رکھیں؛ نفاق سے جان چھوٹ گئی۔ ایمان کے راستے کی مشکلات خوشی سے سہیں۔ ' يَأۡمُرُونَ بِالۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ' کو زندگی کا مشن بنالیا۔ خیر اور بھلائی کا حکم دیتے رہے اور بُرائی سے روکتے رہے۔ نماز پڑھتے رہے اور زکوۃ دیتے رہے۔ اور اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہے۔

تو دیکھیں وہ قدر کرنے والا ربّ آپ کو کیا عطا کرنے والا ہے؛ ' أُولَٰئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللَّهُ '

اللہ کا رحم تمام دُکھوں، بیماریوں اور تکلیفوں سے نجات دلا دیتا ہے۔ جب آپ قرآن سے جڑتے ہیں۔ تو اللہ کا رحم ہی ہے جو آپ کو صحت، تندرستی اور سکھ نصیب کر دیتا ہے۔ اس قرآن کی برکت سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا خاص کرم ہے۔ قرآن کی برکت سے ہم بیماریوں اور ڈیپریشن سے نجات پا جاتے ہیں۔ قرآن ایک مسلسل ڈوز ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ کا وعدہ دیکھیں؛

وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۷۲﴾

ان مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ان سدا بہار باغوں میں ان کے لیے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہو گی یہی بڑی کامیابی ہے ﴿۷۲﴾

اللہ مومنین کو ہمیشہ کی نعمت جنت عطا کر دے گا۔ ایک دفعہ جنت مل گئی تو وہ ہمیشہ کے لئے ہو گی۔ یہ نعمت چھینی نہیں جائے گی۔ کوئی محرومی نہیں رہے گی۔

حدیث کا خلاصہ؛ اگر آپ جنت کے اعلیٰ درجے میں ہیں اور کسی کے بچے نچلے درجے پر ہونگے۔ تو آپ اُن سے ملنے نیچے نہیں جائینگے۔ اللہ اپنے کرم اور احسان سے اُن بچوں کو بھی اعلیٰ ترین درجات عطا کر دے گا اور آپ سے ملا دے گا۔ نعمت مل گئی تو واپس نہیں ہو گی۔

' ان سدا بہار باغوں میں ان کے لیے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی 'ہمارے گھر ہماری بہترین مسکن ہیں۔

جنت کے گھر پاکیزہ، خوبصورت، ظاہری اور باطنی نجاستوں سے پاک ہونگے۔

جنتِ عدن اُن تین چیزوں میں سے ہے جسے اللہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔

ہمارا گھر جتنا بھی خوبصورت ہو لیکن دفن تو قبر ہی میں ہونگے۔ آخرت ہمیشہ کے لئے ہے۔

اور سب سے بڑی نعمت اللہ کی رضا ملے گی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ جنت کی ساری نعمتیں ایک طرف لیکن اللہ کی رضا مل جانا، سب سے بڑی اور اعلیٰ ترین نعمت ہے۔

ہمارے پاس کتنا وقت ہے؟ بہت کم!۔ اپنے وقت کو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں گزاریں۔

نبی کریم □ فرماتے ہیں دو جنتیں تو صرف سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو کچھ بھی وہاں ہے سب سونے ہی سونے کا ہے اور دو جنتیں چاندی کی ہیں برتن بھی اور کل چیزیں بھی ان میں اور دیدار الٰہی

میں کوئی حجاب بجز اس کبریائی کی چادر کے نہیں جو اللہ جلّ وشانہ کے چہرے پر ہے یہ جنت عدن میں ہوں گے۔ صحیح بخاری:3878

ایک اور حدیث میں ہے کہ مومن کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہو گا ایک ہی موتی کا بنا ہوا اس کا طول ساٹھ میل کا ہو گا۔ مومن کی بیویاں وہیں ہوں گی جن کے پاس یہ آتا جاتا رہے گا لیکن ایک دوسرے کو دکھائی نہ دیں گی۔(صحیح بخاری:4879)

آپ □ کا فرمان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول □ پر ایمان لائے، نماز قائم رکھے، رمضان کے روزے رکھے، اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں لے جائے اس نے ہجرت کی ہو یا اپنے وطن میں ہی رہا ہو۔ لوگوں نے کہا” : پھر ہم اوروں سے بھی یہ حدیث بیان کر دیں“۔ آپ □ نے فرمایا” : جنت میں ایک سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ کے مجاہدوں کے لیے بنائے ہیں ہر دو درجوں میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان میں، پس جب بھی تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس طلب کرو وہ سب سے اونچی اور سب سے بہتر جنت ہے جنتوں کی سب نہریں وہیں سے نکلتی ہیں اس کی چھت رحمٰن کا عرش ہے، (صحیح بخاری:2790)

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں اہل جنت جنتی بالاخانوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے چمکتے دمکتے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ (صحیح بخاری:6555)

حدیث کا خلاصہ: یہ بھی معلوم رہے کہ تمام جنتوں میں خاص ایک اعلیٰ مقام ہے جس کا نام وسیلہ ہے کیونکہ وہ عرش سے بالکل ہی قریب ہے یہ جگہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جب تم مجھ پر درود پڑھو تو اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کیا کرو۔ پوچھا گیا وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا: "جنت کا وہ اعلیٰ درجہ جو ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے وہ شخص میں ہی ہوں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مؤذن کی اذان کا جواب دو جیسے کلمات وہ کہتا ہے تم بھی کہو پھر مجھ پر درود پڑھو جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر میرے لیے وسیلہ طلب کرو اور جنت کی ایک منزل ہے جو تمام مخلوق میں سے ایک ہی شخص کو ملے گی مجھے امید ہے کہ وہ مجھے ہی عنایت ہو گی (مسند احمد:7588:صحیح)

(پھر فرمایا) جو شخص میرے لیے اللہ سے اس وسیلے کی طلب کرے اس کیلئے میری شفاعت بروز قیامت حلال ہو گئی۔ (صحیح مسلم:384)

پھر فرماتے ہیں میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ طلب کرو دنیا میں یہ جو بھی میرے لیے وسیلے کی دعا کرے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی بنوں گا۔ (طبرانی:1/333:صحیح)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں جنت کی باتیں سنایئے ان کی بنا کس چیز کی ہے"؟ فرمایا: "سونے چاندی کی اینٹیں، اس کا گارا خالص مشک ہے اس کے کنکر لوءلوء اور یاقوت ہیں، اس کی مٹی زعفران ہے اس میں جو جائے گا وہ نعمتوں میں ہو گا جو کبھی خالی نہ ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا جس کے بعد موت کا کھٹکا بھی نہیں نہ اس کے کپڑے خراب ہوں نہ اس کی جوانی ڈھلے"۔ (مسند احمد:2/304:صحیح)

فرماتے ہیں جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جنکا اندر کا حصہ باہر سے نظر آتا ہے اور باہر کا حصہ اندر سے۔

ایک اعرابی نے پوچھا: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ بالاخانے کن کے لیے ہیں“؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اچھا کلام کرے، کھانا کھلائے، روزے رکھے، اور راتوں کو لوگوں کے سونے کے وقت تہجد کی نماز ادا کرے“۔ (سنن ترمذي:1984،قال الشيخ الألباني:صحيح)

اللھم تجعلنا منھم ، آمین

پھر فرماتے ہیں کوئی ہے جو جنت کا شائق اور اس کے لیے محنت کرنے والا ہو؟ واللہ! جنت کی کوئی چار دیواری محدود کرنے والا نہیں وہ تو ایک چمکتا ہوا بقعہ نور ہے اور مہکتا ہوا گلستان ہے اور بلند و بالا پاکیزہ محلات ہیں اور جاری وساری لہریں مارنے والی نہریں ہیں اور گدرائے ہوئے اور پکے میوؤں کے گچھے ہیں اور جوش جمال خوبصورت پاک سیرت حوریں ہیں اور بیش قیمت رنگین جوڑے ہیں، مقام ہے ہمیشگی کا، گھر ہے سلامتی کا، میوے ہیں لدھے پھدے، سبزہ ہے پھیلا ہوا، کشادگی اور راحت ہے، امن اور چین ہے، نعمت اور رحمت ہے، عالیشان خوش منظر کوشک اور حویلیاں ہیں۔

یہ سن کر لوگ بول اٹھے کہ ”یارسول اللہ ﷺ! ہم سب اس جنت کے مشتاق اور اس کے حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہیں“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان شاءاللہ کہو“۔ پس لوگوں نے ان شاءاللہ کہا۔ (سنن ابن ماجہ:4332)

آپ اور میں ہم سب بھی کہتے ہیں۔ انشاءاللہ

یہ سب کچھ بنا محنت کے تو نہیں ملے گا۔ ایمان کے ساتھ عملِ صالح اور اخلاص کے ساتھ محنت و کوشش لازمی ہے۔

جب یہ سب کچھ مل جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے؛

ان تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور بالا نعمت اللہ کی رضامندی ہے۔ پھر اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل جنتیوں کو پکارے گا کہے گا اے اہل جنت! وہ کہیں گے »لبیک ربنا وسعدیک والخیر فی یدیک «۔ پوچھے گا "کہو تم خوش ہو گئے"؟ وہ جواب دیں گے کہ "خوش کیوں نہ ہوتے تو نے تو اے پروردگار! ہمیں وہ دیا جو مخلوق میں سے کسی کو نہ ملا ہو گا"۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا "لو میں تمہیں اس سے بہت ہی افضل و اعلیٰ چیز عطا فرماتا ہوں"۔ وہ کہیں گے "اے اللہ! اس سے بہتر چیز اور کیا ہو سکتی ہے"؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "سنو! میں نے اپنی رضا مندی تمہیں عطا فرمائی آج کے بعد میں کبھی بھی تم سے ناخوش نہ ہوں گا۔ (صحیح بخاری:6549)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اللہ عزوجل فرمائے گا کچھ اور چاہیئے تو دوں۔ وہ کہیں گے "اے اللہ! جو تو نے ہمیں عطا فرما رکھا ہے اس سے بہتر تو کوئی اور چیز ہو ہی نہیں سکتی"، اللہ فرمائے گا "وہ میری رضامندی ہے جو سب سے بہتر ہے"۔

(مستدرک حاکم:1/82:صحیح)

اللہ کی رضامندی سے دنیا کی نعمتیں ملیں تو خوش بختی ہے لیکن اللہ کی ناراضگی کے طور پر ملیں تو نرا عذاب اور بد بختی ہیں۔

اللہ ہمیں خلوص کے ساتھ نیکیاں کرنے والا بنادے اور ایمان پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

جنت دکھا دینے کے بعد موضوع بدل دیا گیا ہے۔ کہ اَب واپس دنیا میں محنت کرو۔

نبی کرام ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ براہِ راست حکم دیتے ہیں؛

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾

اے نبیؐ، کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ آخر کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین جائے قرار ہے ﴿۷۳﴾

اس کا ترجمہ کچھ لوگ ایک اور طرح سے بھی کرتے ہیں۔

' اے نبیؐ، کفار کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور منافقین کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔۔۔۔'

مکہ میں تو سارے کافر اور مشرک ہی تھے۔ وہاں تو ایمان لانے پر سزائیں اور تکلیفیں تھیں تو کوئی منافق تھا ہی نہیں۔ اسلام قبول کرنے والے مخلص ایمان والے تھے۔

مدینہ میں منافقین سے سامنا ہوُا۔ تمام جنگیں مشرکین اور کافروں سے ہوئی تھیں۔ کوئی جنگ منافقین سے نہیں ہوئی۔

بعض اوقات ہم جہاد سے مُراد قتال ہی لیتے ہیں۔ یہاں جہاد سے مراد دون القتال جدوجہد ہے۔

یعنی منافقین کی سازشوں اور مکر و فریب سے بچیں۔ ان سے بچنے کے لئے تدبیر کریں۔ یہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ آپؐ کوشش کریں کہ کہ یہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے پائیں۔

اگر یہ کافروں کے ساتھ مل کر جنگ کے لئے نکل آئیں تو آپؐ بھی اِن سے مقابلہ کریں۔ یعنی جس طرح کے یہ کام کریں تو آپؐ بھی پوری تیاری سے اُسی طرح کا مقابلہ کریں۔

حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار تلواروں کے ساتھ مبعوث فرمایا ایک تلوار تو مشرکوں میں، فرماتا ہے »فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ-9) «

التوبة:5) حرمت والے مہینوں کے گذرتے ہی مشرکوں کی خوب خبر لو،

دوسری تلوار اہل کتاب کے کفار میں، فرماتا ہے،»قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ-9) «التوبة:29) الخ

جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اللہ اور رسول ﷺ کے حرام کئے ہوئے کو حرام نہیں مانتے، دین حق کو قبول نہیں کرتے، ان اہل کتاب سے جہاد کرو جب تک کہ وہ ذلّت کے ساتھ جھک کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا منظور نہ کر لیں،

تیسری تلوار منافقین میں، ارشاد ہوتا ہے۔ »جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ-9) «التوبة:73-66) (

التحریم:9) کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔

چوتھی تلوار باغیوں میں، فرمان ہے »فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ-49) «

الحجرات:9) باغیوں سے لڑو جب تک کہ پلٹ کر وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکم برداری کی طرف نہ آ جائیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منافق جب اپنا نفاق ظاہر کرنے لگیں تو ان سے تلوار سے جہاد کرنا چاہیئے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہاتھ سے نہ ہو سکے تو ان کے منہ پر ڈانٹ ڈپٹ سے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کافروں سے تو تلوار کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور منافقوں کے ساتھ زبانی جہاد کو فرمایا ہے اور یہ کہ ان پر نرمی نہ کی جائے۔

ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ کسی پر منافقت کا فتویٰ نہ لگائیں۔ لوگوں کے ظاہر پر قیاس کریں۔ اپنی اصلاح کریں اور اپنے گھر والوں اور دیندار وں کی خیر خواہی کریں۔ تمام اُمتِ مسلمہ کے لئے دعائیں کریں۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ
اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

یہ لوگ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی، حالانکہ انہوں نے ضرور وہ کافرانہ بات کہی ہے وہ اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا جسے کر نہ سکے یہ ان کا سارا غصہ اسی بات پر ہے نا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا ہے! اب اگر یہ اپنی اس روش سے باز آ جائیں تو انہی کے لیے بہتر ہے اور اگر یہ باز نہ آئے تو اللہ ان کو نہایت دردناک سزا دے گا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور زمین میں کوئی نہیں جو اِن کا حمایتی اور مددگار ہو ﴿۷۴﴾

سورۃ المنافقون پارہ 28 میں تفصیل آئے گی۔

یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اُس کے گروپ کے خلاف نازل ہوئی۔

یہ منافق قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالی، حالانکہ در حقیقت کفر کا بول بول چکے ہیں اور اپنے ظاہری اسلام کے بعد کھلا کفر کر چکے ہیں۔

یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری ہے۔ ایک منافق اور ایک انصاری میں لڑائی ہو گئی۔ تو عبداللہ بن ابی نے غلط قسم کی باتیں کیں۔

پھر سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گذار کی، لیکن وہ منافق پلٹ گیا اور صاف انکار کر گیا اور کہا کہ زید نے جھوٹ بولا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی سچائی بیان فرمائی۔

پھر ان منافقین نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر اللہ کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قتل کا ارادہ کیا۔ (نعوذ باللہ)

روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرا دیا کہ میں عقبہ کے راستے سے جاؤں گا۔ اس راہ سے کوئی نہ آئے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل تھامے ہوئے تھے اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ پیچھے سے چلا رہے تھے کہ ایک جماعت اپنی اونٹنیوں پر سوار آ گئی۔

چنانچہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے آگے پیچھے تھے ایک چلاتا تھا دوسرا نکیل تھامتا تھا۔ ہم عقبہ میں تھے کہ بارہ شخص منہ پر نقاب ڈالے آئے اور اونٹنی کو گھیر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں للکارا اور وہ دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے ان کی سواریوں کو مارنا شروع کیا اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو نیچے کی طرف چلانی شروع کر دی۔ جب نیچے میدان آ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اتر آئے اتنے میں عمار رضی اللہ عنہ بھی واپس پہنچ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ "یہ لوگ کون تھے پہچانا بھی"؟ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا" :منہ تو چھپے ہوئے تھے لیکن سواریاں معلوم ہیں"۔ پوچھا" :انکا ارادہ کیا تھا جانتے ہو"؟ جواب دیا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :انہوں نے چاہا تھا کہ شور کر کے ہماری اونٹنی کو بھڑکا دیں اور ہمیں گرا دیں"۔

اسی باعث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کا راز دار کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے صرف انہی کو ان منافقوں کے نام بتلائے تھے۔ واللہ اعلم۔

عمرؓ کے تقویٰ کا یہ حال تھا کہ حضرت حذیفہؓ سے پوچھنے کی کوشش کیا کرتے تھے کہ کہیں میرا نام تو اُن میں شامل نہیں تھا۔ حذیفہؓ نے کبھی وہ راز ظاہر نہ کیا۔ عمرؓ یہ دیکھا کرتے کہ جس کا جنازہ حذیفہؓ نہیں پڑھتے میں بھی نہ پڑھوں گا کہ کہیں وہ منافق کا جنازہ نہ ہو۔

مدینہ پہلے تو امیر شہر نہ تھا۔ اللہ کی رحمت کی وجہ سے یہ غنی ہو گئے ہیں۔

پھر فرماتا ہے کہ اگر یہ اب بھی توبہ کرلیں تو ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر وہ اپنے اسی طریقہ پر کاربند رہے تو انہیں دنیا میں بھی سخت سزا ہو گی قتل سے بھی صدمہ و غم سے بھی اور دوزخ کے ذلیل و پست کرنے والے ناقابلِ برداشت عذابوں سے بھی، دنیا میں کوئی نہ ہو گا جو ان کی طرف داری کرے ان کی مدد کرے ان کے کام آئے ان سے برائی ہٹائے یا نفع پہنچائے یہ بے یارو مددگار رہ جائیں گے۔

ہم اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ہم کچھ ایسا نہ کہیں جو اللہ اور نبی ﷺ کو ہم سے ناراض کر دے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے دلوں کو نفاق سے پاک کر دے۔

ہمیں خلوص عطا فرمائے۔ آمین